No. L. 89.

Registered

ہفتہ وار نور افشاں لودیانہ

آفتابِ صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۱۱) مطبوعہ ۱۷ مارچ ۱۸۹۹ء بروز جمعہ جلد (۲۷)

گلدستۂ اخبارات

حضور والیسرائے ۲۹ مارچ کو رونق افروز لاہور ہونگے۔ ۳ اپریل کو خانگی ولایل پور کا معائنہ کریں گے۔ ۴ کو واپس لاہور آکر ۵ کو روانہ شملہ ہونگے ۶ کو شملہ پہنچیں گے۔ بڑی دھوم دھام سے استقبال ہوگا ؛

ریاست بوندی سے خبر آئی کہ مہاراجہ صاحب کا اکلوتا بیٹا ۹ سالہ مرگیا ؛

مقدمہ قتل پونا کی ایک شاخ کا فیصلہ ہوچکا جس میں سرکاری مخبروں کے مار ڈالنے کا الزام تھا۔ واسدیو چاپیکر اور رانیڈے کو پھانسی اور ساٹھے کو دس سال قید سخت کی سزا ہوئی ؛

مرزا قادیانی کے الہام موقوف ہوئے مباحثے ہمیشہ کے لئے قطع ہوئے۔ ہندو مسلمان۔ عیسائی سب کے حق میں اُس کی آیندہ پیشگوئی یا بددعا کرنے کی ممانعت ہوگئی ؛

سر ولیم لاکھارٹ صاحب ۱۸ مارچ کو کلکتہ واپس پہنچ جائیں گے ؛

راجہ سر امر سنگھ کلکتہ سے واپس ۱ مارچ کو جموں پہنچے۔ جس مطلب کے لئے گئے تھے پورا کر لائے۔ کشمیر ریلوے ضرور بنیگی۔ لیکن چار سال میں تیار ہوگی ؛

عربستان کے مقام جنیجہ میں ترکی فوج اور عرب رعایا میں خونخوار جنگ ہوئی ۱۶۰ ترک اور ۳۰۰ عرب ضایع ہوئے ؛

عدن سے بمبئی میں خبر پہنچی نسریج سومالی لینڈ میں توسیع ریلوے پر رعایا بگڑ گئی اور فوج پولیس بھی سرکشوں سے مل گئی۔ خاص جیبوتی میں لڑائی ہوئی اور دیسیوں نے چھ یورو پین افسر قتل کر ڈالے۔ کئی مجروح ہوئے۔ فساد ترقی پر ہے ؛

لندن سے خبر آئی فوجی طاقت میں تخفیف کرنے کی عالمگیر کانفرنس ۱۸ مئی کو ہیگ میں اجلاس کرے گی ؛

پیرس کی مشہور نمائش گاہ جو غالباً ساری دنیا کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہوگی ۱۵ اپریل ۱۹۰۰ء کو کھلیگی اور ۵ نومبر کو بند ہوگی ؛

ریڈیارڈ کپلنگ ایک مشہور و معروف شاعر ہے۔ آج کل نیویارک میں سخت بیماری میں مبتلا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں اس کے اشعار اور نظم نہایت فصیح سمجھے جاتے ہیں۔ واضح ہو کہ شاعر موصوف بہت عرصہ تک ہندوستان میں بھی رہا ہے اور اپنی کتابوں کو الہ آباد اور لاہور میں چھپوایا تھا ؛

ضلع آگرہ میں ڈکیتی کا زور بدستور ہے۔ پرانی وارداتوں کا پتہ نہیں۔ نئے واقع ہو رہے ہیں۔ کوتوال بھی بدلے گئے تاکید بھی کی گئی لیکن واردات ہوہی جاتی ہے۔ تازہ واردات میں ایک بنئے کے مکان میں مسلح ڈاکو گھس گئے۔ بندوق کے چند فیروں سے گھر والوں کو ڈانٹ رکھا مال اور اسباب فراغت سے لوٹا اور بہت مقدار لیگئے پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ لیکن ڈاکوؤں کا اب تک پتہ نہیں ؛

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب۔ ڈی۔ ڈی۔ اڈیٹر
پادری۔ ایچ۔ گولکناتھ صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب ایڈیٹیل
کارسپانڈنس
پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے۔ پادری پی۔ سی اوپل صاحب
مسٹر الیشع ناصر صاحب۔ پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس صاحب
مسٹر مسیح الدولہ صاحب۔ مسٹر کدارناتھ صاحب منت
پادری جمیل سنگھ صاحب

ایڈیٹر آریہ گزٹ کی رائے

گذشتہ ہفتے میں ایک مضمون جناب بابو دیوا سنگھ صاحب کی طرف سے نورافشاں میں شایع ہوا تھا۔ جس کے ساتھ بعنوان جواب ایک دوسرا مضمون بھی درج کیا گیا تھا اُس کی نسبت اڈیٹر آریہ گزٹ ذیل کی رائے دیتا ہے۔

(۱) "اُدھر گروں تو آگ جلائے۔ اُدھر گروں تو سانپ ڈسائے" اِس جملے کے لکھنے سے یہہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اڈیٹر صاحب نورافشاں کو جلانے والی آگ یا ڈسنے والا سانپ جانتے ہیں۔

(۲) "میزبان نے بے دم کر دیا"۔ مطلب ہے کہ نورافشاں کے جواب کے مضمون نے سکھ صاحب کو بے دم کر دیا۔

(۳) "نورافشاں نے رونا ڈالا"۔ مطلب ہے گرنتھ کے شبدوں پر اعتراض کئے۔

(۴) کیا کبھی آریہ سماج کی طرف سے ایسی نندا گرنتھ صاحب کی یا گورو صاحبان کی ہوئی تھی۔ یعنے جس طرح سے نورافشاں نے گرنتھ صاحب کی اور گوروؤں کی نندا کی ہے۔ آریہ سماج نے کبھی نہیں کی؟

رائے ہذا کی تردید

(۱) ڈسنے والے سانپ اور جلانے والی آگ تو وہ فریق تھا کہ جس کے شاکی سکھ صاحب تھے۔ نہ کہ نورافشاں۔ کیونکہ نورافشاں کا منشا ایسا نہیں بلکہ اِس کے برعکس آگ سے بچانا اور ڈسے ہوئے لوگوں کو علاج مجرب بتلانا ہے جس سے وہ ہلاکت سے بچ جاویں۔

(۲) بے دم نہیں کیا بلکہ حق کو ظاہر کر کے دکھلایا اور منت کی ہے کہ سوچ سمجھ کر نجات بخش راہ کو قبول کریں۔

(۳) رونا نہیں ڈالا بلکہ رونے کو فیصلہ کرنے کی تجویز بتلائی کہ ست گور کے ماننے سے نجات ملیگی۔

(۴) نورافشاں نے کسی کی نندا نہیں کی جس طرح سے کہ آریوں نے نندا کی۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش اور اُن جلسوں کی کارروائی کہ جن کے سبب سے سکھ صاحبان آریوں سے متنفر ہونے لگے ہیں۔

ڈفرن فنڈ کا سالانہ جلسہ

ڈفرن فنڈ کے سالانہ جلسہ پر کلکتہ میں حضور وایسرائے نے بڑے زور شور کی تقریر کی اور قوم آریہ کی قدیم آوارہ گردی کا حال سُنایا اور ظاہر کیا کہ زمانہ کی بہت سی گردشوں کے بعد یورپین شاخ کی آریہ قوم اپنے بھائی ہندوں پر حکومت کرنے کے لئے ہندوستان میں واپس آئی ہے۔ ہم لوگ صرف بطور فاتحوں کے ہی نہیں بلکہ بطور محسنوں کے بھی آئے ہیں ہم اپنے خاندان کی ایشیائی شاخ پر حکومت کرنے تو آئے ہیں لیکن خالی ہاتھ نہیں آئے بلکہ قیمتی تحایف لیکر آئے ہیں دیکھئے ہم نے مدتوں مغرب میں بود و باش کی ہے جہاں ہم نے بہت کچھ سیکھا اور بہت کچھ دریافت کیا ہے اور ہم آپ کے پاس آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان برکتوں کا حصہ آپ بھی لیویں۔ وہ کونسی کتابیں ہیں جو ہم لائے ہیں اور کن تحفوں کو ہم آپ کے آگے پیش کرتے ہیں؟ ہم آپ کے پاس اپنا مذہب۔ قانون۔ علم ادب۔ اور سائنس لائے ہیں۔ مذہب کی نسبت یہہ ہے کہ بعض نے اسکو قبول کر لیا ہے لیکن اور لوگوں نے جنکی تعداد بہت زیادہ ہے اپنے ہی مذہب کو ترجیح دینا پسند کیا ہے اور چونکہ تمام شایستہ اقوام میں مذہب آزادی خیالات اور آزادی پسند کا معاملہ ہے اور یہہ چونکہ ایسی چیز ہے جو ایک کو دوسرے پر جبراً ٹھونسنی نہیں چاہیے۔ ہم کہتے ہیں کہ مرضی ہے تو اسے قبول کیجئے اور مرضی ہے تو اپنے ہی مذہب کو ترجیح دیجئے۔ قانون کی نسبت یہہ ہے کہ مناسب مصالحت سے قبول کیا گیا ہے۔ ہم نے بڑی کوشش سے ہندی اور برٹش قانون کو ملا دیا ہے کہ دونوں کی خوبیاں محفوظ رہیں اور اسطرح برٹش قانون کی عالیشان حدود میں وہ باتیں اضافہ کی گئی ہیں جو مشرقی تجربہ اور ضروریات نے لازم بتلائی ہیں۔ اب رہا علم ادب۔ آپ اسکو قبول کرینگے کہ ہمارے علم ادب نے آپ کو بہت سے عمدہ اور شریفانہ سبق سکھلائے ہیں اور اُسکی بدولت آپ کو تہذیب اور شایستگی حاصل ہوئی ہے اور روحانی و اخلاقی آزادی سے متعلق بہت سی نئی باتیں بتلائی ہیں۔ اب ہم سائنس کی آخری برکت کا ذکر کرتے ہیں اور علی الخصوص علم طبابت کا۔ یہی ایک علم طبابت ایسا تحفہ ہے کہ اگر صرف اتنا ہی پیش کیا جاتا تو آپ کی شکرگذاری کیلئے کافی تھا۔ یہہ سائنس کیا ہے؟ یہہ خیالی اور اتفاقی باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ بروئے علمی تحقیقات کے پرکھی اور جانچی ہوئی باتیں ہیں۔ یہہ علم طبابت سائنس کی مضبوط اور عملی چٹان پر مبنی ہے۔ یہہ وہ برکت ہے جو سب کیلئے ہندو ہو مسلمان ہو مرد ہو عورت ہو

ہندوستان میں مشن کی کارگزاری

جناب اڈیٹر صاحب اخبار نورافشان زاد لطفہٗ

بعد سلام کے مجھے اجازت دیجئے کہ مضمون مندرجہ عنوان کے میدان میں اشہب قلم کو جولاں کروں اِس امر کا مفصل بیان کرنا کہ اوایل میں مشن نے کس اصولِ خاص کو مدِ نظر رکھکر ہندوستان میں مشنریوں کو انجیلی بشارت کے واسطے روانہ کیا اور یہہ بھی کہدینا کہ ہندوستان کے ملک کو انہوں نے کیسا سمجھا۔ دشوار ہے صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ اُنہوں نے یہی خیال کیا ہوگا کہ مشنری صاحبان ہندوستان کے مختلف حصوں میں جاکر خدا کی کلام کی منادی جس بہتر طریقہ سے ممکن ہو۔ کریں معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے ہندوستان کو ایسا ہی ملک سمجھا جیسا کہ دنیا کے پردہ پر اور بہتیرے ملک ہیں مگر میں جہاں تک غور کرتا ہوں مجھے اِس میں کسی قدر بھول معلوم ہوتی ہے یعنے ہندوستان کو اور ملکوں کی مانند سمجھنا درست نہیں ہے اور اُس کے چند سبب ہیں جو ذیل میں عرض کئے جاتے ہیں۔

اوّل۔ اور ملکوں کے برخلاف ہندوستان میں اچار وچار بہت ہے۔ ایک دوسرے کا چھوا ہوا کھانا نہیں کھاتا پانی نہیں پیتا اور اِس پرہیز کی بنیاد صرف ذات کی خرابی پر نہیں ہے بلکہ ایسی قومیں ہندوستان میں اِس وقت موجود ہیں جو ایک ہی ذات رکھتے ہوئے ایک دوسرے کا چھوا ہوا نہ کھاتی ہیں اور نہ پیتی ہیں۔ چنانچہ سرور یا قوم کے برہمنوں میں اِس کا بڑے زور سے رواج ہے۔ یہاں تک کہ ایک ضرب المثل ہے کہ آٹھ سرور یا نو چولھے۔ اِس سے آپ کو معلوم ہو سکتا ہے کہ اچار وچار صرف ذات کی تفریق پر منحصر نہیں ہے اِس کے علاوہ ہندوستان کی کایست قوم جس میں سے میں خود ایک ہوں یہاں تک ایک خاص صورت میں اچار وچار کو روا رکھتی ہے کہ اگر کسی شہر میں اُس کی بیٹی بیاہی جاوے تو اُس کے واسطے تا زیست اُس شہر کا پانی پینا تک حرام ہے خواہ پیاسا ہی رہے۔ کھانا تو در کنار رہا ؂

دوم۔ ذات کی قید یہہ نہ صرف ایک ایسا جیلخانہ ہے جس کے چار طرف صرف چار دیواری ہے اور جس میں قیدی اندر اندر آزادی کے ساتھ اِدھر اُدھر چل پھر سکے نہیں بلکہ اِس احاطہ کے اندر کوٹھے اور کوٹھوں کے اندر کوٹھریاں اور کوٹھریوں میں تہ خانہ اور تہ خانہ میں کال کوٹھری۔ آہ کون سنگدل ہے جو قیدیوں کی یہہ مصیبت دیکھے اور آٹھ آٹھ آنسو نہ رووے جناب من فی الحقیقت اِس ملک ہندوستان میں ذات کا بندھن اِس سے بھی بدرجہا سخت اور بلائے بد ہے۔ اِس جیل کا پہلا احاطہ ہندو کہلاتا ہے۔ پھر اُسکے اندر چار وَرن کے چار بڑے عالیشان کوٹھے ہیں پھر اُن کوٹھوں میں بہت سی کوٹھریاں ذاتوں کی ہیں اور ان کوٹھریوں میں گوتوں کے تہ خانے ہیں اور اُن میں آل کی کال کوٹھری سچ مچ جس طرح شغاد نے رستم پہلوان کو کنوؤں کے بھنور میں ڈالکر مارا کہ اگر اِس کنوئے سے نکلا تو اُس کنوئے میں گر پڑا جب اُس میں سے بھی نکلا تو ایک اور میں جا رہا۔ اِسی طرح ہندوستان کے لوگ ذات کی خرابی میں جاں بلب ہو رہے۔ یہہ رستم ہیں مگر شغاد شیطان اُن کو اِس کنوئے سے اُس کنوئے میں اور اُس کنوئے سے اِس کنوئے میں گرا دیتا ہے ؂

سوم۔ ایک اور خرابی بدقسمتی سے ہندوستان میں موجود ہے۔ میں اِس وقت اس خیال کی نہ تائید کرتا ہوں اور نہ تقلید۔ تو بھی اُن کی طرف سے دعوی کی صورت میں پیش کرتا ہوں اور سرسری طور پر وہ خیال سامنے صورت بھی رکھتا ہے۔ یعنے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ شروع ہی سے تعلیم یافتہ ہیں اور اِس قول کو یہاں تک بڑھاتے اور رُبڑ کی تھیلیا کی طرح اِسقدر پھیلاتے ہیں کہ دنیا میں جس قدر علوم ہیں وہ سب ہندوستان ہی کی سنسکرت ودیا سے پیدا ہوئے ہیں اور جتنے عالم یا فلاسفر دنیا کے کسی حصہ میں پیدا ہوئے سب کے سب ہندوستان ہی میں آکر پاس ہوئے اور یہیں کے عالموں نے اُنہیں بولنا سکھایا چنانچہ ایک آریا نے ایک بار مجھ سے کہا کہ یسوع ابن مریم ۱۲ برس کی عمر کے بعد ہندوستان میں آیا اور ۱۸ برس تک یہاں کے رشیوں اور منیوں سے تعلیم پاکر یہودیہ میں منادی کرنے لگا۔ میں نے پوچھا کہ اِس کا ثبوت کیا ہے۔ جواب دیا کہ انجیل میں نہیں لکھا کہ ۱۲ برس کی عمر کے بعد یسوع کہاں رہا۔ ضرور وہ ہندوستان ہی میں آیا ہوگا ورنہ ایسی تعلیم جسے سنکر لوگ دنگ ہوجاتے تھے اُس نے کہاں سے سیکھی کیا ناصرت کے موضع میں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کا یہہ خیال ہم مان لیں کہ بغیر ہندوستان میں آئے وہ ایسی تعلیم نہیں دے سکتا تھا کہ لوگ دنگ ہوجائیں تو ۱۲ برس کی عمر میں جب تک کہ آپ ہی کے بقول وہ ہندوستان کو نہیں آیا کیونکر مریم اور یوسف نے یسوع کو ہیکل میں اُستادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے اُن کی سُنتے اور اُن سے سوال کرتے پایا اور سب جو اُس کی سُنتے تھے اُس کی سمجھ اور اُس کے جوابوں سے دنگ تھے لوقا ۲: ۴۶ و ۴۷۔ اِس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر ۱۲ برس کی عمر میں ہندوستان میں آئے کے بغیر ہی یہودی عُلما کو یسوع دنگ کر سکتا تھا اگرچہ وہ ایک موضع ہی میں رہتا تھا تو پھر ضرورت نہیں معلوم

ہوئی کہ خداوند ہندوستان میں آوے مگر ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہہ سب کچھ اُسے کہاں سے حاصل ہوا خود یہودیوں نے متعجب ہوکر ایک اور موقع پر کہا تھا کہ اس مرد کو بغیر پڑھے کیونکر کتابوں کا علم ہے یسوع نے جواب میں اُنہیں کہا کہ میری تعلیم میری نہیں بلکہ اُس کی ہے جس نے مجھے بھیجا۔ وہ شخص جو اُس کی مرضی پر چلا چاہے۔ جانیگا کہ یہہ تعلیم خدا کی ہے کہ میں آپ سے دیتا ہوں۔ یوحنا ۷: ۱۵- ۱۷ تک۔

پس جو خدا ہوکر تعلیم دیتا ہے اُسے فی الحقیقت معلم کی ضرورت نہیں۔ پھر بھی اُسی مقام سے آپ کو جواب ملتا ہے جہاں سے آپ نے استدلال کیا کہ ۱۲ برس کی عمر کے بعد یسوع ناصری کہاں رہا۔ وہ ناصرت میں رہا اور والدین کے تابع رہا۔ لوقا ۲: ۵۱-

خیر اس دعوی میں اُن کا بہت مبالغہ ہے تو بھی علم سنسکرت کی بابت پردیسیوں یعنے غیر ملک کے لوگوں کی رائے بھی وزن دار ہوسکتی ہے اور خاصکر اس علم کی کتب چار وید۔ ہ شاستر گیتا وغیرہ ایسی کتابیں نہیں ہیں جن کے تصنیف کرنے میں مصنف کو پوری لیاقت خرچ نہ کرنی پڑی ہو۔ ہم اُن کے جواب میں صرف اُن کو ردی کہدینے سے سستے نہیں چھوٹ سکتے۔ اُن کتابوں کے مضامین کے بعض حصص غور طلب ہیں اور غواصِ عقل کو اُن کی تہ تک پہنچنے میں بہتری دقتیں ہیں ؛

چہارم۔ دیوتاؤں کی کثرت جن کا شمار ہندوستان کی ۱۸۹۱ء والی مردم شماری کے لحاظ سے کل مختلف اقوام و مختلف مذاہب کے لوگوں کے مجموعہ سے زیادہ ہے یعنے اگر تقریباً ۲۸ کروڑ آدمی ہندوستان میں مانے جائیں تو دیوتا ۳۳ کروڑ ان میں ۶ کروڑ سے زیادہ محمدی بھی شامل ہیں اور مسیحی علاوہ اور بہتیرے ایسے بھی ہیں جو ہندوستان کے دیوتاؤں میں سے کسی ایک کو بھی نہیں مانتے۔

غرض جہاں اتنے دیوتا وہاں ایک اصلی اور ازلی نادیدہ ہستی کا ساتھ ہی ساتھ خیال رکھنا تعجب سے زیادہ تعجب پیدا کرتا ہے۔ ایکم دیو دو تیو ناستے۔ یعنے ایک ہی ہے دوسرا نہیں ہے۔ پھر اُس کی صفت میں یہہ کہنا کم قدر نہیں ہوسکتا۔ کہ نراکار جوتی سروپ ؛

پنجم۔ پیشوں کے لحاظ سے ایک دوسرے کو چھوٹا بڑا ماننا اور بڑوں کا بڑائی میں رہنا اور اُس سے گریز نہ کرنا تو قرین قیاس ہے۔ مگر اُس کے خلاف چھوٹوں کا چھوٹائی میں خوش ہونا اور چھوٹائی میں اپنے آپ کو بڑوں سے بڑا سمجھنا کتنا زیادہ حیرت انگیز ہے۔ اُن کا شاید اس شعر پر عمل ہوگا۔ ؎

رُتبہ یوں پستی میں بالاتر ہمارا ہوگیا
جس طرح پانی کنوئے کی تہ میں تارا ہوگیا

ایڈیٹر صاحب اس وقت بندہ صرف یہہ پانچ سبب عرض کرتا ہے اس کے علاوہ اور بھی اسباب ہیں جن سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ہندوستان کے ملک کو غیر ولایات کے ملکوں جیسا سمجھنا درست نہیں۔ اگر مسٹر بریڈلا متوفی ہندوستان کے ہوتے تو باوجود دہریہ اپنے بھائی کے ساتھ جو پادری تھا ایک میز پر کھانا کھالینا کوئی سہل کام نہ تھا۔ یہاں ذرا ذرا سی بات پر حقہ پانی بند ہوجایا کرتا ہے کھانا چہ معنے دارد۔

اب میں عرض کرتا ہوں کہ مشن کی غرض ہندوستان میں انجیلی بشارت کی خواہ کسی اصول پر کیوں نہ ہو جب تک کہ اس کام کے اجرا میں نہایت ہوشیاری اور خبرداری نہ برتی جائے اصلی مدعا مشکل سے ہاتھ میں آویگا کسی نے خوب کہا ہے۔ ؎

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

ہمکو اپنے کام کے طریقہ پر بڑا سوچ بچار کرنا چاہئے اور خدا سے دعائیں لگے رہنا کیونکہ کھیت بڑا لمبا اور چوڑا ہے اُس کی لمبائی ۱۹ سو میل اور چوڑائی ۱۸ سو میل اور مختلف قسم کی زمین عرصہ دراز سے مشنری صاحبان تن۔ من۔ دھن تینوں سے یہاں محنت کرتے ہیں پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہندوستانی آدمی کھڑا ہوا اور منت کرکے کہتا ہے کہ پار اُترا اور ہندوستان میں ہماری مدد کر۔ اعمال ۱۶: ۹ ؛

اگر حقیقت میں ہندوستان مسیح کے جھنڈے کے تلے آگیا اور اُس نے دلی آرام حاصل کیا تو اُسے بیڑیں کیوں لگ رہی ہیں یہہ سماجیں اور سبھائیں اور انجمنیں اور کانفرنسیں جو غیر مذاہب کی طرف سے اپنا درد مٹانے کو قایم ہوتی جاتی ہیں اس کا کیا سبب ہے۔ آئے سال نئے دیوتے نئی پیر پرستیاں کیوں جاری ہوتی جاتی ہیں۔ کیوں ٹھاکردوارہ اور شوالہ اور مسجدیں تعمیر ہورہی ہیں۔ ہمارے گرجوں میں انے گنے آدمی کیوں نظر آتے ہیں۔ اس کا جواب بھی ہوسکتا ہے کہ ابھی تک اُنہوں نے مسیح کو نہیں مانا۔ سوال لازم آتا ہے کہ کیوں نہیں مانا۔ اُس کا جواب پولوس رسول رومیوں کے خط میں بالفاظ الہامی یوں دیتا ہے کہ پھر وہ جس پر ایمان نہیں لائے اُس کا نام کیونکر لیویں اور جس کا ذکر اُنہوں نے نہیں سُنا اُس پر کیوں ایمان لاویں اور منادی کرنے والے کے بغیر کیونکر سنیں۔ روم ۱۰: ۱۴ ؛

لیکن سُنانے والے تو ہیں مشنری ہیں لاتعداد ٹریکٹ پریچر ہیں کیٹی کسٹ ہیں پرچے تقسیم ہوتے ہیں کتابیں فروخت ہوتی ہیں۔ مشن سکولوں میں طالبعلم انجیل

پڑھتے ہیں میلوں میں بازاروں میں محلوں میں اعلیٰ میں ادنیٰ میں منادی ہوتی ہو پھر کیوں وہی آش درکاسہ ہیں جدھر دیکھو پیر پرستی جدھر غور کرو شیطان کا زور میرے خیال میں جب تک اُن کل اسباب پر لحاظ رکھکر منادی نہ کی جائے تب تک سربراہی مشکل ہو پولوس رسول فرماتا ہو کہ میں اپنے اِس اختیار کو جو انجیل کی بابت ہی بیجا طور پر استعمال نہ کروں کیونکہ میں نے باوجودیکہ سب سے آزاد ہوں آپ کو سب کا غلام ٹھہرایا تا کہ میں بہتوں کو نفع میں پاؤں - ۱ - قرنتی ۹: ۱۸ و ۱۹ - اگر ہندوستان پڑھا ہوا دیو ہو تو حسب فرمان خداوند یسوع المسیح یہہ بغیر دعا اور روزہ کے نہیں نکل سکتا - متی ۱۷: ۲۱ ؎

راقم

ک - ن - از فرخ آباد

آریہ گزٹ پنجاب لاہور کی شائستگی

اخبار آریہ گزٹ مطبوعہ ۱۶ فروری سن رواں میں لایق وفایق ایڈیٹر صاحب کی قلم سے جو دُرفشانی ہوئی ہو اور تہذیب وشائستگی کے گراں بہا نوٹ جو اُن کی قلم زبردست سے لکھے گئے ہیں ناظرین نورافشاں کے روبرو ظاہر کرکے اُن کی شائستگی اور تہذیب کے اندازے کا فیصلہ پبلک پر چھوڑتا ہوں - مندرجہ ذیل آپ کے سوالات ہیں جنکا جواب آپ نورافشاں سے طلب کرتے ہیں ؎

(۱) آریہ گزٹ ایڈیٹوریل نوٹس کالم اوّل سطر ۲۷ "کیا خدا کا جسم پانا اور اپنا کیا ہوا جرمانہ ادا کرنے کے واسطے خود ہی پھانسی پانا تعلیم کے ساتھ پھیلتا ہو یا جہالت کے ساتھ -

(۲) سطر ۲۹ " اپنے مرگئے ہوئے گورو کے کارناموں اور افسانوں کو جمع کرکے براہِ راست خدا کی طرف سے آئے ہوئے سمجھنا تعلیم کا نتیجہ ہو یا جہالت کا ؟

(۳) سطر ۱ کالم دویم - پروفیسر میکسمولر اور ہکسلی جیسے محقق آپ کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے والے خدا سے منکر ہوگئے تو کیا یہہ تعلیم کا نتیجہ ہوا ہو یا حضرت نورافشاں کے قول کے بموجب جہالت کا ؟

(۴) سطر ۵ کالم دویم - مسیح کی مداری کی کھیلیں تعلیم کے آگے اِس طرح بھاگتی ہیں جس طرح مسیح بھاگتا ہے - ناظرین نورافشاں آپ نے مندرجہ بالا سوالات پڑھے - آپ کی دانست میں اِن سوالات کے کرنے والے صاحب کی شائستگی تہذیب علم اور تادیب کا اندازہ ہوگیا ہوگا - ہم کو افسوس آتا ہو کہ اکثر بڑے دانا اور فاضل بنکر لوگ مذہبی جوش اور تعصب سے بھرکر عام اخلاق اور شائستگی کے درجے سے بہت کم اُترجاتے ہیں - پر کیا کوئی سچا مذہب اپنے پیرواؤں کو ایسا کرنے کی اجازت دے سکتا ہو ؟ ہائے تعصب! تو نے علم کی روشنی پر بھی تاریکی کا پردہ ڈال رکھا ہو - ای ہندوستان تو کب تعصب کی عینک کو اُتار کر سچائی کی دوربین لگاکر نجات بخش باتوں دیکھیگا ؟

اگرچہ سوالات ایک مسخرانہ طور اور رنجش کے طریق پر کئے گئے ہیں لیکن اُن کا جواب دیئے بغیر ہم رہ نہیں سکتے بقول - ؎

حق گفتہ بہ حق نہ شاید نہفت

جواب

اوّل - پہلے سوال کا جواب مختصراً یہہ ہو - اوّل کہ خدا کے کلام نے جنم لیا جیسا کہ انجیل مقدس میں آیا ہو - یوحنا ۱: ۱ - ۱۴ - اور خط تمطاؤس میں صاف لکھا ہو کہ خدا جسم میں ظاہر کیا گیا - اگر انصافاً دیکھا جاوے یہہ بات عقل کے خلاف اور بعید نہیں کہ اگر ایک با قدرت اور اختیار والا بادشاہ اپنے ایک بڑے ضروری اور اہم کام کے انجام دینے کے لئے خود کوئی کام اپنے اوپر گوارا کرے تو اُس کی رعیت میں سے کسی کو دم مارنے کی جا نہیں - انسان کی نجات جیسے ایک بڑے بھاری کام کے لئے خدائے قادر اور حاکم مطلق کا مجسم ہوکر اِس مشکل اور بے حل مرحلے کو صاف کردینا اُسکی بزرگی کی عظمت کو بڑھاتا ہو - معلوم نہیں ہوتا کہ میاں انسان کو کیونکر اتنی دلیری ہوتی ہو کہ ناحق کی چون وچرا پیدا کرکے خدا کی حکمت اور دانائی میں مداخلت بیجا کرکے اعتراض اُٹھاوے -

دویم - یہہ ہی ایک اصلیت ہو جس کو لوگ نہیں سمجھ سکتے آپ اُس کو "اپنا کیا ہوا جرمانہ ادا کرنے کے واسطے خود ہی پھانسی پانا" کہتے ہیں - بیشک آپ کو ایسا ہی نظر آتا ہو لیکن اگر آپ گناہ کی حقیقت اور خدا کی صفات کی بزرگی کی تہ تک پہنچو تو اِس بھید کو جان سکوگے ورنہ ضرور ایسا ہی سمجھوگے جیسا کہ اب سمجھے بیٹھے ہو - جناب کو معلوم ہو کہ خدا کی تمام صفات کامل - بیحد اور لازوال ہیں اور کوئی صفت اُس کی کسی صورت سے ٹوٹ نہیں سکتی - اب خاص تین صفتیں یعنے قدوس - عادل اور رحیم ہونے کی خدا میں ہیں - اب انسان گناہ کے سبب سے برگشتہ گمراہ اور مستوجب سزا کے ٹھہر چکا ہو - اگر خدا گنہگار کو بخشے تو کیونکر ہو؟ کہاں گنہگار کہاں قدوس؟ اگر یونہیں بخش دے تو وہ عادل کیونکر ٹھہرے اور اگر عدل کرے تو گنہگار کس طرح سے بچ سکے وہ تو ہلاک ہوجاویگا - اور اگر ہلاک ہوجاوے تو خدا کا رحم کیونکر ظاہر ہوگا؟ خدا گنہگار کی موت سے خوش نہیں بلکہ اُس کی خوشی ہو کہ گنہگار بچائے جاویں پر اُس کی صفات الٰہی بھی کسی طرح سے

ٹوٹ نہیں سکتیں۔ پس اِس مُعمّے کو حل کرنے اور گنہگار انسان کو نجات دینے کے لئے خدا جسم میں ظاہر ہوا تاکہ عدل کو پورا کرے اور گناہ کا کفارہ دیا جاوے اور رحمت کا دروازہ کھولا جاوے۔ اِس لئے کلام نے مجسّم ہو کر اور شریعت کو تمام و کمال پورا کر کے صلیب کی موت کو برداشت کیا اور یوں اب گنہگار انسان نجات کے لئے بُلائے جاتے ہیں اور مُژدہ سُنایا جاتا ہے کہ صرف ایمان کی شرط پر نجات کی نعمتِ عظما مفت میں لے لو۔ اب آپ فیصلہ کر لیجئے کہ یہہ مسئلہ عقل سے مانا جاتا ہے یا کہ جہالت سے۔

دوسرے سوال کا جواب صرف یہہ ہے کہ مر گئے ہوئے گورو کے کارنامے اور افسانے نہیں ہیں بلکہ زندہ اور جلالی گورو کے جس نے آپ فرمایا میں الفا اور اُمیگا۔ ابتدا اور انتہا۔ اوّل و آخر ہوں۔ مکاشفات ۲۲: ۱۳۔ آپ ہی انصاف سے بتائیے کہ کیا انجیل مقدّس کی اعلےٰ تعلیم آپ کے بڑے سے بڑے رکھی کی تعلیم سے عمدہ نہیں ہے؟ کیا اُس کی تعلیم نے قوموں کو روشن نہیں کر دیا ہے؟ کیا انسان کا بناوٹی کلام ایسا تاثیر بخش ہو سکتا ہے جیسا کہ انجیل مقدّس دنیا کے لئے ثابت ہی ہے؟

تیسرے سوال کا جواب یہہ ہے کہ یہہ کوئی بڑی دلیل کسی مذہب کی صداقت یا بطالت کی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایسے لوگ فی زمانہ ہر ایک مذہب میں پائے جاتے ہیں۔ ہر ایک مذہب کی صداقت اُس کی خوبیِ تعلیم و اصولِ دینی پر موقوف ہے۔

چوتھے سوال کا جواب یہہ ہے کہ ہم بہت خوش ہونگے اگر آپ ہم کو ایسا مداری آج دکھلا دیں جو جنم کے اندھوں کو آنکھیں دے اور جنم کے لنگڑوں کو ٹانگیں دے اور کوڑھیوں کو پاک و صاف کرے مُردوں کو جلاوے اور لوگوں کے سامنے مارا جاوے اور پھر زندہ ہو جاوے۔ اور پھر آسمان پر چڑھ جاوے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

راقم

جے۔ ایس

فریب نہ کھاؤ کیونکہ حرامکار بُت پرست اور زنا کرنیوالے اور عیّاش اور لونڈے باز اور چور اور لالچی اور شرابی اور گالی بکنیوالے اور لُٹیرے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے

۱ قرنتیوں ۶ باب ۱۰ آیت

اگرچہ کلام الٰہی کی آیت مذکورہ بالا میں نہایت صفائی سے بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ نام کے عیسائی کہلا کر تاریکی کے کاموں میں مبتلا ہوں اُن کا خدا کی بادشاہت میں کچھ حصہ نہیں۔ تاہم بعض صاحبان جب ولایتی اخبارات سے انگریزوں کی بدچلنی کا حال پڑھتے ہیں تو مشنری صاحبان کو مخاطب کر کے سُناتے ہیں۔ جیسا کہ دوستِ ہند بھیرہ نے یورپین اخلاق کے عنوان سے چند جرائم کا جن کو وہ تحریر فرماتے ہیں کہ ولایت کی تازہ ڈاک میں جو اخبار آئے اُن سے منتخب کر کے درج کیا ہے۔ اِس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سنگدل عورت کا ذکر ہے کہ اُس نے ایک مزدور کے ذریعے اپنی والدہ کو زہر دینے کی کوشش کی کہ اُس کی دولت کو اپنے قبضہ میں لاوے اس عیارہ نے ایک دفعہ اِس قدر اپنے خاوند کو تنگ کیا کہ وہ خود کشی پر تیار ہوا اور اُس نے گولی سینے کی طرف ماری مگر خالی گئی۔ عورت نے کہا جان تم بڑے بیوقوف ہو کہ بندوق سے اپنی جان دینا چاہتے ہو۔ جاؤ پھانسی لگا لو۔ خاوند بھی ایسا ہی زندگی سے تنگ تھا۔ اُس نے دوبارہ پھانسی لگا لی۔ ایک عالی خاندان کی عورت برہنہ غربا کے محلّے میں مُردہ پائی گئی۔ ایک عورت ساتویں مرتبہ مجسٹریٹ کے روبرو شراب خوری کے جُرم میں برہنہ لائی گئی وغیرہ۔ یہہ تو عام اخلاق کی حالت ہے۔ اِس پر پادری صاحبان اخبار پائونیر میں خطوط کی بھرمار کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندوؤں کا فلسفہ ہمارے فلسفے سے اعلیٰ ہے۔ ہم بہت سی روحانی باتیں اِن میں سے سیکھ سکتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کا عام اخلاق کہیں بدتر ہے۔ اخلاقی تعلیم ہندو ہم سے حاصل کر سکتے ہیں ؛

جواب

(۱) ہم پوچھتے ہیں ایسا کون سا ملک ہے جس میں بدچلن لوگ موجود نہ ہوں اگر فیصدی نوّے نیک ہونگے تو دس تو ضرور بدچلن ہونگے۔ کیا اِس ملک میں سینکڑوں ایسے مقدمات اور خونی جرائم دولت کے لالچ سے وقوع میں نہیں آئے۔ بہت سے اپنے والدوں کو مار ڈالتے ہیں اور بھائی اپنے بھائی کو بذریعہ زہر ہلاک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور سینکڑوں بدچلن عورتیں اپنے خاوندوں کو یا تو لالچ کے سبب سے۔ یا دوسرے شخص سے تعلق ناجائز رکھنے کے سبب سے ہلاک کر دیتی ہیں۔ ایسے بدچلن لوگوں کا ہونا صرف یورپ میں ہی محدود نہیں بلکہ سارے ملکوں میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ مگر یورپ کے شرفا میں ایک عمدہ وصف یہہ ہے۔ کہ جو ایسے بدچلن لوگ ہیں دنیاد

اور اشراف آدمی اُن سے کبھی کچھ سروکار نہیں رکھتے اور نہ اُن کو اپنی سوسائٹی میں شریک کرتے ہیں۔

(۲) یورپ اور امریکہ کے اخلاق کے اعلیٰ درجہ کو تمام دنیا کے لوگ مانتے ہیں۔ کیونکہ ہر سال سینکڑوں روپیہ خرچ کرکے وہاں کے لوگ خدا کے بندوں یعنے مشنری صاحبان کو دیگر ممالک اور اِس ملک کی تاریکی دور کرنے اور لوگوں کی حالت اخلاق درست کرنے کو بھیجتے ہیں۔

(۳) مشنری صاحبان کا اپنے اخلاق کی نسبت اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کرنا بھی بجا ہے۔ کیونکہ اُن کے آنے کے پیشتر ہندو صاحبان کی فلاسفی اور اخلاقی خوبیاں اور ویدک دھرم کی تعلیم سب یہیں موجود تھیں اور ملک میں بد رسومات کا اندھیرا اور غبار چھایا ہوا تھا۔ مگر جب مشنری صاحبان یورپ سے اخلاقی تعلیم اِس ملک میں سکھلانے آئے تو سینکڑوں بے گناہ لڑکیوں کی جانیں جن کو بعض اقوام پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے اور سینکڑوں بچے جو زندہ قربانی چڑھائے جاتے تھے اور سینکڑوں عورتوں کی جن کو خاوند کے ساتھ جلا دیا جاتا تھا۔ سینکڑوں لوگ جو آرے کے نیچے کٹکر مر جاتے تھے۔ اور سینکڑوں جو دریا میں ڈوبکر اور جگن ناتھ کے رتھ کے پہیوں کے نیچے دبکر مر جاتے تھے اُن سب کی جانیں بچائی گئیں۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ کس ملک کے اخلاق نے اور کن لوگوں کی کوششوں نے اِن بد رسومات کو دُور کیا؟ کیا اِسی یورپ کے اخلاق نے نہیں؟ جس کے سکھلانے کے لئے یہی مشنری صاحبان ولایت سے تشریف لائے۔ س

ہم پیش تو از دست توے خواہم داد
راقم۔ یکے از ناظرین

گہر کو جوہری صرّاف زر کو دیکھتے ہیں
بشر کو دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہیں

کل ہماری نظروں سے ایک اشتہار بعنوان "خدا کا فضل" گذرا۔ جس کے پڑھنے سے بیشمار شکوک پیدا ہو گئے۔ یہہ اشتہار ایک صاحب نے جو اسم بامسمّیٰ ہیں چھپوا کر شایع کیا ہے اور اُس کی غرض یہہ ہے کہ مشتہر اشتہار نے جنکا نام نامی اب محمد عمر دین ہے (ہم نہیں جانتے کہ پہلے کیا تھا) تمام اہل اسلام پر ظاہر کیا ہے کہ صاحب موصوف ۲۰ سال عیسائی رہکر بروز جمعہ مورخہ ۸ جولائی ۱۸۹۸ء کو امرتسر کی کسی مسجد میں مشرف باسلام ہوئے (صفحہ ۲)

آپ کے اشتہار کا مضمون بہت ہی عجیب معلوم ہوتا ہے کہ جس کے پڑھنے سے ناظرین خود نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ مشتہر کو ذاتی عقل کا مادہ خداوند کریم نے بالکل عطا نہیں فرمایا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

مشتہر صاحب اپنے اشتہار کے شروع میں تحریر فرماتے ہیں کہ عرصہ بیش سال کا ہوا کہ خاکسار نے بہ ترغیب چند عیسائی صاحبان مذہب اسلام کو جو میرا آبائی مذہب تھا ترک کرکے مذہب عیسوی قبول کر لیا تھا"۔ ناظرین اخبار خود سوچ سکتے ہیں کہ آیا یہہ مضمون کہاں تک راست ہے۔ جس آدمی نے کسی کی ترغیب سے کوئی کام کیا ہو وہ اُس کام میں کہاں تک ماہر ہو سکتا ہے اور مزید برآں آج کل ایسا زمانہ ہے کہ کوئی انسان کسی شیر خوار بچّے کو ترغیب دلا کر اُس کی والدہ سے نہیں چھین سکتا اور آپ تو ماشاءاللہ چشم بد دور جوان۔ سمجھ دار۔ عالم۔ (جیسے وہ اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں) تھے۔ پھر کس طرح سے عیسائی صاحبان کی ترغیب میں آ گئے۔ کوئی کھانے پینے کی چیز تو نہ تھی جو زبردستی اُن کے منہہ میں ڈالدی گئی۔ اور پھر اتنے عرصہ بیش سال میں اُن کو کبھی فکرِ عاقبت نہ سوجھی جو ایک لخت خیال آ گیا کہ آبائی مذہب بالکل مبرا از کفر و شرک ہے۔

ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے عیسائی ہو کر محمدی مذہب کی فوٹو میں "کتاب امہات المومنین" نہیں دیکھی ہوگی۔ اور پھر اسی اشتہار کی دسویں سطر میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے تمام عیسائی صاحبان کو جو دنیا بھر میں مقدس مانے جاتے ہیں شکوک و شبہات میں مبتلا پایا۔

ہم مولوی صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ از راہِ نوازش اُن مقدس عیسائی صاحبان کے نام جن کو اُنہوں نے شکوک و شبہات میں مبتلا پایا۔ بذریعہ کسی اسلامی اخبار ظاہر فرما دیں تاکہ (Audiance) کُل روئے زمین کو معلوم ہو جاوے کہ مولوی صاحب اپنے سوالات کا جواب پوچھتے۔ فلاں فلاں شخص کے پاس گئے اور اُن کی تسلّی کافی طور پر نہ ہوئی۔ آپ کو ایک سال کے قریب گزر گیا کہ مشرف باسلام ہوئے۔ اور اتنے عرصے میں کوئی اشتہار کسی قسم کا نہیں دیا۔ اب مفت میں باطل خیالات کا ذخیرہ جمع کرکے صرف اِس غرض سے ظاہر کیا کہ اُن کے محمدی بھائی جو عیسائی ہونے کی وجہ سے نفرت پذیر ہو گئے تھے واہ واہ کریں اور وہ عزت جو شاید مولوی صاحب کو پہلے نصیب تھی یا نہیں۔ پھر حاصل ہو جاوے۔ کیا یہہ کام کرنا دنیا کی عزّت

نہیں ہو جو کہ خدا کے نزدیک ایک بڑا کبیرہ گناہ ہو۔ ناظرین خود اِس بات پر غور فرما سکتے ہیں کہ یہہ ہی شخص مناد بھی رہے اور اِسی مذہب محمدی کی توہین و تکذیب سر بازار کیا کرتے تھے جس کے واسطے اب ذیل کا شعر اپنے اشتہار کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دین دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے

کیا اُس وقت اُن کو کبھی وہم و گمان بھی نہ ہوتا تھا کہ اپنے آبائی مذہب کی توہین خود کر رہے ہیں۔ انسان کو خدا نے عقل اسی واسطے عنایت کی ہو کہ وہ بھلے اور بُرے۔ نیک و بد میں امتیاز کر سکے نہ اِسواسطے کہ جو کچھ کسی نے کہا وہ اُس کو خوش کرنے کے واسطے کر دیا کرے۔ ایسے آدمی کو ہری چگ کہنا چاہئے جہاں ہری اور سبز گھاس دیکھی بسیرا کر لیا۔ یہہ یاد رہے کہ ایسے شخص کی قدر و منزلت کسی جگہہ نہیں ہوتی جس کا دلی منشا خود لوگوں کو شکوک میں ڈالنے کا ہوتا ہو۔ یہاں پر بائبل شریف کا وہ قول بالکل راست ہو کہ بہت ایسے ہیں جو ظاہر میں بھیڑیں مگر اصل میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ ہماری اِس مضمون سے یہہ غرض مطلقاً نہیں کہ ہم مولوی صاحب کو کسی قسم کی ٹھوکر دیں۔ بلکہ اِس مضمون کی تہ تک پہنچنا اُن پر ہی چھوڑتے ہیں کہ اُنہوں نے کہاں تک بہتر کام کیا۔

اب عیسائی بھائیوں سے ہم دست بستہ ملتمس ہیں کہ وہ اُن کے حق میں دعائے خیر کریں کہ ابھی بہت وقت ہو جو اُن کی روح بچ جاوے۔ مسیحی مذہب میں بہت گنجائش ہو اگر اب بھی خداوند کا اقرار کریں تو اُن کی جان بچ جاویگی خداوند نے فرمایا ہو کہ "جو میرا اقرار آدمیوں کے سامنے کریگا میں اُس کا اقرار اپنے باپ خداوند کے آگے جو آسمان پر ہو کرونگا۔ اور جو انکار کرے اُس کا میں بھی انکار کرونگا"

بھائیو دنیا میں اِس سے بہتر اور قیمتی کوئی شی نہیں ہو کہ ہم اور ہمارا گھرانا اِس بیش بہا نایاب موتی کو دنجات حاصل کریں۔ اخیر میں ایک بڑی عجیب بات ظاہر کرتے ہیں۔ کہ مولوی عمر دین صاحب نے ابھی "صدقہ" کو نہیں چھوڑا گو لفظ بدل لئے ہیں بجائے خداوند کے صدقہ ہونے کے رسول کا صدقہ لکھدیا۔ گویا معلوم ہوتا ہو کہ دال میں کچھ کالا کالا ہو۔ امید ہو کہ عیسائی بھائی ضرور ان مولوی صاحب کو دعاؤں میں یاد فرماویں گے۔ مولوی صاحب نے تو بذریعہ اشتہار محمدیوں سے عرض کی ہو کہ وہ اُن کو دعا میں یاد کریں۔ ہم اپنے بھائیوں کی خدمت اقدس میں عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنی دعاؤں میں اُن کو یاد کریں اور خداوند دعاؤں کا جواب دیگا ؛

راقم

ملک ایم این حق۔ دفتر فنانشل کمشنر صاحب لاہور

ہندوستانی عیسائی کلیسیا کیلئے

کیا کیا ضرورت ہو

آج میں صبح کے وقت بہت جلدی اُٹھا اور اپنے آٹھ نو آدمیوں کو ہمراہ لیکر ایک عیسائی بھائی کے کھیت پر گیا تاکہ وہاں جاکر اُن کے کھیت کے چاروں طرف خار بندی کرادوں۔ تاکہ کوئی مویشی اُن کے کھیت کا نقصان نہ کرے۔ جس وقت میں اِس کام میں مشغول تھا اور لوگوں سے کام کرا رہا تھا اُس وقت میرے خیال میں یہہ آیا کہ ہندوستانی عیسائی کلیسیا کو کیا کیا مدد کی ضرورت ہو۔

(۱) یہہ کہ اُن کے روزگار کی بہت ضرورت ہو۔ اگر کھیتی کا کام کرنے والے ہوں تو اُنکے کھیتوں کا بندوبست کیا جائے اور زمین خرید کی جاوے اور بار بار اُن کے کھیتوں کے کام میں مدد کی جاوے۔ جب تک کہ وہ پوری مضبوطی حاصل نہ کریں۔ اور جیسے کہ دوسری قوم کے لوگ زراعت پیشہ لوگوں کی آپس میں مدد کرتے ہیں۔ ویسے ہی اُن کی بھی مدد کی بہت ضرورت ہو۔ عیسائی بھائیوں میں باہم محبت اور ہمدردی بڑھانے کی از حد ضرورت ہو۔

(۲) اُن کی روحانی زندگی میں ترقی کرنے کی بہت ضرورت ہو اور یہہ ترقی عیسائی جماعت کی باتونکے زبانی جمع خرچ سے ہرگز نہیں ہوگی۔ اور نہ بڑے بڑے رنگین عبارتوں کے مضمون سُنانے سے کچھ فایدہ ہوگا اور نہ کچھ طوطی کی طرح پڑھانے سے کسی کو کچھ فایدہ ہوگا۔ بلکہ اُن کے درمیان ایک اچھے دیندار کی ضرورت ہو جو خود سکھلاتے ہیں اور اسی کے موافق چلتے ہوں اور کلیسیا کے ممبروں کو اپنے ہم خیال بنالیویں۔ اور اسی طرح اُن کی روحانی زندگی کو طاقت دے سکیں۔

(۳) ہندوستانی عیسائیوں کی تندرستی کے واسطے اُن کی حفاظت بہت ضرور ہو کہ اُن کا علاج خاص طور سے ہوا کرے بڑے بڑے اسٹیشنوں میں جہاں میڈیکل مشنری رہتے ہیں اُن بڑے ڈاکٹروں کی نگرانی میں چھوٹے چھوٹے اسٹیشن بھی رہیں اور اُن کا علاج ہر طرح سے بڑی ہوشیاری اور ہمدردی کے ساتھ کیا جاوے۔ سرکاری ڈاکٹر اور شفاخانوں میں جہاں کہیں غیر مذہب کے متعصب ڈاکٹر رہتے ہیں عیسائیونکے علاج میں بڑی بے پرواہی کرتے ہیں۔

(۴) اُن کے ہنر اور علم کے سکھلانے میں بہت کچھ کوشش کرنی چاہئے۔ اور وہ اعلیٰ درجہ کا ہنر علم یہہ ہیں۔ انگریزی میں ایف۔اے۔ بی۔اے۔ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد وکالت ڈاکٹری انجنیری محکمہ جنگل وغیرہ میں۔ اور دوسرے درجہ کے ہنر علم میں۔ نجار۔ لوہار۔ درزی۔ موچی وغیرہ ہیں۔ اور تیسرے درجہ میں چھوٹے چھوٹے پیشہ اور محنت مزدوری اور سلمگری وغیرہ ہیں۔

خدا نے ہر ایک کا ذہن اور حافظہ اور طاقت علیحدہ علیحدہ بنائی ہیں۔ کوئی دستکاری کے کام میں ہوشیار ہے اور کوئی کسی اور کام میں۔ پس عیسائی بھائیوں کی بغیر کسی بزرگ پیشوا اور بڑے مددگار اور رہنما کے مدد نہیں پہنچ سکتی ہے۔ اور یہہ سوائے سچے مددگاروں اور ہمدردی کرنیوالونکے نہیں ہوسکتا ہے۔

راقم

بندہ۔ بی جیکب ٹاڈگڑھ

میں ماتم میں فغاں میں آہ میں شیون میں نالے میں
سُناؤں دردِ دل طاقت اگر ہو سُننے والے میں

اہل ملک کی خدمت میں التماس ہے کہ انقلابِ زمانہ ہردم نا رنگ بدلتا ہے اور طلسماتِ ایام ہر وقت نئے رنگ پلٹتا ہے اُس کا عیش غم کے ساتھ ملا ہوا ہے اور اُس کا مٹھاس زہر کے ساتھ گندھا ہوا ہے کوئی دل نہیں جو اُس کے ستم سے پابہ گل نہ ہوا اور کوئی انسان نہیں جو مضمحل نہ ہو۔ جب کبھی کسی جگہہ ہُمائے فرحت و شادمانی نے پرواز کی اسی وقت اُس کے بعد خندۂ رنج والم نے وہاں بلند آواز دی۔ اگر شام کو فرحتِ کامل تو صبح کو رنج حاصل۔ اسی وجہ سے آج کل یہہ واقعہ بڑا حسرت آمیز و وحشت انگیز حادثہ ہوا جس کے سُننے سے دلہائے احباب آتشِ غم سے جلے جاتے ہیں۔ اور کاہ ہائے قلوب کوہ ہائے ملال سے دبے جاتے ہیں یعنے جناب فیضمآب معلی القاب سردفترِ دانشوراں۔ سرخیلِ عقلمنداں مسٹر یو۔ ایس۔ راوت صاحب ہیڈ ماسٹر مشن ہائی سکول انبالہ شہر اِس شہر کو چھوڑکر اپنے وطن کو تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اُن کے تشریف لے جانے سے جو افسوس اور حسرت لوگوں کو اور خصوصاً اُستادان اور متعلماں کو حاصل ہوئی اُس کے بیان کرنے میں زبان لال ہے اور اُس کی تحریر محال ہے۔ بروزِ روانگی یعنے جمعرات کے دن ۲۳ فروری ۱۸۹۹ء کو دن کے ایک بجے مشن ہائی سکول کے ہال میں ایک جلسہ عظیم منعقد ہوا۔ جس میں بہت سے معززانِ شہر اور اُستادانِ مکتب ہائے انگریزی و دیسی اور جمیع شاگردان سکول موجود تھے۔ اِس جلسہ کا انتظام جناب مولوی الہ داد صاحب مدرس ریاضی کی حسن لیاقت اور سعی سے نہایت خوش اسلوبی سے انجام پایا فرش مکلّف اور منقش بچھے تھے۔ اور رنگ برنگ کے خوشنما پھولوں اور گلدستوں سے میز آراستہ تھا اور جمیع طلبا نہایت عمدہ ترتیب سے صف بصف بٹھائے گئے تھے۔ اوّل اوّل اُستاداں کی طرف سے ایک ایڈرس بزبانِ اُردو نثر جناب مولوی ولی داد صاحب نے پڑھکر سُنایا اور دوسرا محمد خلیل الرحمان عربی ٹیچر نے کچھ طبعزاد اور چند اشعار سلامیہ کھڑے ہوکر پڑھے ہر دو صاحبان کے مضامین پرملال سے بڑی رقت طاری ہوئی۔ اور پھر اُستادوں کی طرف سے پنڈت کرپارام صاحب سیکنڈ ماسٹر نے جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کی خدمتِ عالی میں ایک نہایت عمدہ نفیس ریشمی دوشالہ اور اُن کی میم صاحبہ کے لئے ایک انگشتری طلائی بطور نذر کے پیش کی۔ اُس کے بعد یورپین لیڈیز کے لئے جو حاضر جلسہ تھیں دعوتِ چائے وہاں نہایت تکلف کے ساتھ آراستہ کی گئی۔ بعدہ طلبا انٹرنس کلاسز کی طرف سے مصری لعل متعلم ففتھ انٹرنس کلاس نے ایک نہایت ہی برجستہ ایڈرس بزبانِ انگریزی پڑھکر بحضور ہیڈ ماسٹر صاحب پیش کیا۔ پھر فتح محمد طالب علم جماعت مذکور نے ایک طبعزاد نظم بزبانِ اُردو پُر تاثیر سُنائی۔ بعدازاں لطیف حسین و بنی پرشاد طلبائے جماعت ہذا نے باری باری اپنے اپنے مضامین پڑھے۔ پھر عبد العزیز متعلم فورتھ ہائی کلاس و الہ داد طالب علم سپیشل کلاس نے قصیدے سنائے۔ جن سے حاضرینِ جلسہ کے دلوں پر بڑا اثر ہوا۔ اور نیز دونوں ہائی کلاسز کی طرف سے ایک نہایت پُرتکلف زرین ٹیبل کلاتھ (میز پوش) جناب ہیڈ ماسٹر صاحب ممدوح کی خدمت شریف میں پیش کیا گیا۔ بعد میں کرم بخش چپڑاسی نے نہایت ہی رقت آمیز و درد انگیز لہجہ میں ایک نہایت پُرملال نظم پڑھی اِس وقت کچھ ایسا نظارہ ہو رہا تھا کہ ہر در و دیوارِ مدرسہ سے رونے کی صدائے آ رہی تھی۔ کوئی ہی بدنصیب آنکھ باقی رہی ہوگی جس سے آنسو نہ ٹپک رہے ہوں پھر چند طلبائے نے کھڑے ہوکر ایک نہایت غمناک اور آخری نظم گاکر پڑھی اور ان سب کے بعد جناب ہیڈ ماسٹر صاحب موصوف نے کھڑے ہوکر تمام حاضرینِ جلسہ کا ایک پُرحسرت تقریر میں تہِ دل سے شکریہ ادا کیا جس کے بعد تمام طلبا و حاضرینِ جلسہ نے اُن پر پھول برسائے اور چیئرز پہ چیئرز دیں اور پھر جلسہ برخاست ہوا۔

راقم

یکے از حاضرین

مضامین مفید المبتدئین

بقیہ

(سوئم - یوحنا کی گواہی)

دیکھو نورافشاں مطبوعہ ۱۰ مارچ ۱۸۹۹ء

(۸) (یوحنا ۱۱ باب ۴۴ آیت) میں ہم پڑھتے ہیں کہ لعاذر اسی طرح سے لپیٹا گیا تھا۔ اس واسطے مسیح نے حکم دیا کہ اُسے کھول دو۔ جب وہ مسیح کے حکم سے زندہ ہوا تھا۔ یوحنا اس وقت ایسا نظارہ دیکھ رہا تھا جو ہمیشہ کے لئے سارے شک کو اُس کے دل سے رفع کر دیتا تھا۔ یوحنا صرف ایک ہی طرح کا فیصلہ کر سکتا تھا کہ مسیح معجزے کے طور پر جی اُٹھا تھا۔ یوحنا کے سامنے دو قسم کے کپڑے پڑے ہوئے تھے۔ اور ویسے کے ویسے لپٹے ہوئے پڑے تھے۔ جیسے کہ بدن پر تھے۔ اور بدن کے کپڑے اسی جگہہ پڑے ہوئے تھے جہاں پہلے بدن پڑا ہوا تھا۔ اور وہ کپڑا جو سر پر بندھا ہوا تھا۔ اپنی جگہہ پر علیحدہ علیحدہ پڑا تھا؛

(۹) قابل غور ہے کہ اگر کوئی شاگرد یا فرشتہ مسیح کی لاش کو لے جانا چاہتا۔ تو محبت کے ہاتھوں کے سبب سے کفن تہہ کر کے رکھ دیتا۔ پر کپڑے تہہ نہ ہوئے ہوئے تھے۔ بلکہ اپنی جگہہ پر لپٹے ہوئے پڑے تھے۔ اور زندگی کا شہزادہ طاقت پا کے اُن میں سے نکل گیا تھا۔ جیسے سانپ کینچلی میں سے نکل جاتا ہے؛

(۱۰) یاد رکھنا چاہیئے کہ یوحنا نے کپڑوں کے لپٹے رہنے کے سبب سے یقین کیا۔ یوحنا جب پہلے قبر پر آیا۔ اُس نے کپڑوں کو دیکھا۔ اور یقین نہ کیا۔ کیونکہ ممکن تھا کہ چور لاش کو چُرا لیجانے اور کپڑے یونہی پڑے رہتے۔ پر یوحنا نے اس وقت یقین کیا۔ جب اُس نے معلوم کیا کہ کپڑے اپنی جگہہ پر لپٹے ہوئے پڑے ہیں۔ اسی طرح ہم کو ثبوت مل گیا کہ لاش کو کوئی نہیں لے گیا۔ بلکہ مسیح سچ مچ جی اُٹھا ہے؛

اگر دنیا میں کسی بات کا ثبوت ملسکتا ہے۔ تو وہ بات یہہ ہے کہ مسیح جی اُٹھا ہے؛

(۱۱) ممکن ہے کہ مسیح کے بدن کے گرداگرد پچاس سیر کا کل بوجھ نہ ہو۔ کیونکہ بائبل میں آیت ہے جیسے (۲ تواریخ ۱۶ باب ۱۳ و ۱۴ آئتیں) میں ہم پڑھتے ہیں کہ آسا بادشاہ کیلئے اُنہوں نے تابوت خوشبودار چیزوں کا بنایا لیکن گمان غالب ہے کہ اتنا بوجھ مسیح پر تھا۔ پر ہم یہہ پڑھتے ہیں کہ سبت کے دن کے بعد عورتیں خوشبوئی لیکر مسیح کی قبر پر آئیں (لوقا ۲۴ باب ۱ آیت) سمجھنا چاہیئے کہ یہہ عورتیں جو کچھ طیار کر کے لائی تھیں۔ اسے آسا بادشاہ کا سا تابوت بنانے آئی تھیں؛

(۱۲) اب سارا معاملہ ہمارے سامنے ہے اور یوحنا کا مسیح کے جی اُٹھنے پر ایمان لانے کا بھید کھلا ہے۔ اب ہم کو سوچنا چاہیئے کہ ہمارے لئے روحانی نصیحت کیا ہے؛

روحانی نصیحت

(۱) ایک جگہہ پولوس رسول کہتا ہے (فلپیوں ۳ باب ۱۰ آیت) تاکہ میں اُس کے جی اُٹھنے کی قدرت کو دریافت کروں؛

(۲) ان باتوں کا مطالعہ کر کے کہ کس طرح سے یوحنا ایمان لایا۔ ہم کسی نہ کسی طرح سے دریافت کرتے ہیں کہ اُس کے جی اُٹھنے کی قدرت کیا ہے (افسیوں ۱ باب ۱۹ آیت)

(۳) اس سے ہم یہہ سیکھتے ہیں کہ خدا ہم کو اِس زندگی میں کیسی قدرت دینا چاہتا ہے۔ ہم بعض وقت لعاذر کی طرح ہاتھ پاؤں سے بندھے ہوئے اور بُری عادتوں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر یہہ جی اُٹھنے کی قدرت ہم میں آوے۔ ہم اِن برائیوں سے نکل جاویں گے۔ جس طرح مسیح کپڑوں میں سے نکل گیا۔ اور سب ہم بُری عادتوں کو دنیا کی قبر میں چھوڑ کے مسیح کے ساتھ اُٹھ کے نئی زندگی کاٹیں گے (رومیوں ۶ باب ۱۲ و ۱۳ آئتیں) (رومیوں ۶ باب کل روحانی زندگی کا احوال بیان کرتا ہے؛

راقم

جان کمپئیل واعظ انجیل شادیوال

محبت کیا ہے؟

محبت صابر ہے اور ملائم ہے محبت ڈاہ نہیں کرتی محبت شیخی نہیں کرتی اور پھولتی نہیں۔ بے موقع کام نہیں کرتی خودغرض نہیں غصہ ور نہیں بدگمان نہیں ناراستی سے خوش نہیں بلکہ راستی سے خوش ہے سب باتوں کو پی جاتی ہے سب کچھ باور کرتی ہے سب چیز کی امید رکھتی ہے سب کی برداشت کرتی ہے۔ محبت کبھی جاتی نہیں رہتی۔ ۱۔ قرنتیوں ۱۳: ۴-۸؛

واقعات اور آرائیں

ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ پرسن صاحب برسٹل کے مشہور مرد دعا مسٹر جارج ملر صاحب کی زندگی کے حالات لکھ رہے ہیں۔ امید ہو کہ بہت جلد کتاب چھپ کر شایع کی جاویگی۔ ہم کو یقین ہو کہ مسٹر ملر کی زندگی کے حالات کو پڑھکر کبھی جواب تک دعا کی طاقت کو نہیں پہچانتے جانیں گے کہ دعا میں جو ایمان کے ساتھ کی جاتی ہو کیسی طاقت ہو اور مرد دعا دعا کے وسیلے سے وہ وہ کام کر سکتا ہو جو دنیا کے اور لوگ بڑی طاقت اور سامانوں کے مہیا ہونے پر بھی نہیں کر سکتے۔

ینگ مینس کرسچین ایسوسی ایشن کی سالانہ کتاب ولایت میں شایع ہوئی ہو جس کے رو سے کل دنیا میں ۹۸۲۲۹ انجمنیں اور ۵۰۷۱۰۷ شریک ہیں معلوم ہوتا ہو کہ غیر ممالک میں اس انجمن کی زیادہ ترقی پائی جاتی ہو مثلاً ہندوستان میں ۹۸ انجمنیں اور پانچ ہزار شریک ہیں اور چین اور جاپان میں ۲۷ انجمنیں اور ۲۵۵۰ شریک ہیں۔

انجمن پرہیزگاری کے تمام دوست یہہ سنکر بہت خوش ہونگے کہ امریکہ کی فوج میں شراب کا مہیا کیا جانا منع کیا گیا ہو۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ فوجوں کے لئے شراب کا مہیا کیا جانا سپاہیوں کی اخلاقی زندگی اور جسمانی طاقت کے لئے بربادی کا باعث ہو۔ تجربے سے ثابت ہو گیا ہو کہ وہ سپاہی جو شراب سے قطعی پرہیز کرتے ہیں خوف و خطرے کے وقت زیادہ دلیری دکھاتے تکلیفوں کی بخوبی برداشت کر سکتے اور اپنے نیک چلن کے سبب اوروں پر اچھا اثر ڈال سکتے ہیں۔ افسوس کی بات ہو کہ بہت سے گورہ سپاہی شراب نوشی اور بُرے چال چلن کے سبب سے ہندوستان میں مسیحی مذہب کی بدنامی کا باعث ہوئے ہیں۔ کیا سرکار انگریزی اس امر میں امریکن سرکار کے نیک نمونے کی پیروی کر کے اپنی فوج میں کنٹین کو بند نہیں کر سکتی ؟

جزائر فلپاین میں بائبل۔ امریکن بائبل سوسائٹی نے پادری جان۔ آر۔ ہائیکس کو منیلا میں بھیجا ہو کہ وہ جزائر فلپاین میں بائبل کی تقسیم کا بندوبست کرے۔ سوسائٹی بہت کوشش کر رہی ہو کہ جہاں تک ہو سکے ان جزائر میں انجیل پھیلانے کا خاطرخواہ انتظام کیا جاوے۔ ہم کو یقین ہو کہ سوسائٹی اپنے مقصد میں کامیاب ہوگی اور خدا ان کی اس کوشش پر برکت بخشیگا اور تھوڑے برسوں میں ہی کلام کی روشنی سے ان لوگوں کی حالت میں بڑی تبدیل پیدا ہوگی۔

ہم اس خبر کو معلوم کر کے بھی خوش ہیں کہ جزیرہ کیوبا اور پورٹو ریکو میں بھی انجیل کی بشارت کا کام جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہو۔

مقدونیہ کے مسیحیوں نے یوروپ کی طاقتوں کے پاس میموریل بھیجکر درخواست کی ہو کہ کل طاقتوں کی طرف سے ہم پر کوئی گورنر مقرر کیا جاوے کیونکہ ہم پر ترکوں کی طرف سے اسقدر ظلم اور تعدی کی جاتی ہو کہ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ اُنہوں نے اپنے میموریل میں یہہ بھی کہا ہو کہ ترکوں کے لگاتار کشت و خوں اور لوٹ مار کی نسبت ہمارا ایکدم قتل کیا جانا بہتر ہو۔ بار بار اخبارات کے ذریعہ ہم کو ترکوں کے غریب و مسکین مسیحیوں پر ظلم کرنیکا حال معلوم ہوتا رہتا ہو۔ ابھی چند ہفتے ہی گذرے ہیں کہ ہم نستوری مسیحیوں پر ترکوں کے ظلم کا حال بتلا چکے ہیں۔ ارمنی مسیحیوں پر جو ظلم کیا گیا تھا وہ تو تمام دنیا پر روشن ہو چکا ہو اور اب ہمکو مقدونیہ کے مسیحیوں پر بھی ترکوں کی سختی کا حال معلوم ہوا ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ خداوند اپنے عجیب انتظام سے اس ظلم کے وسیلے بھی کلیسیا کی بہتری کریگا۔ مگر افسوس کہ ترکی سلطنت اس ظلم اور تعدی سے اپنی سزا کے پیالے کو لبریز کر رہی ہو۔ اور وہ دن دور نہیں ہو جب کہ دنیا پر بات ظاہر ہو جاویگی کہ ترکی کو اپنے ایک ایک ظلم کا نتیجہ اُٹھانا پڑیگا

حال میں ایک کتاب شایع ہوئی ہو جس سے جاپان میں پروٹسٹنٹ مشن کی ترقی کا حال ظاہر ہوتا ہو۔ چالیس برس کا عرصہ گذرا ہو کہ پہلے مشنری کام کرنے کے لئے وہاں پہنچے یہہ سب اضلاع متحدہ کی طرف سے تھے۔ پانچ برس تک کوئی مسیحی نہیں ہوا سنہ ۱۸۷۶ء میں دو جاپانیوں کو بپتسمہ دیا گیا اور سنہ ۱۸۷۹ء میں اور تین شخصوں کو اسی طرح سے دس برسوں میں صرف چھ شخص مسیحی ہوئے۔ لیکن جب کہ دیسیوں نے اس کام کو خود کرنا شروع کیا تو کام بہت جلد بڑھگیا اب وہاں ۳۳۰۰۰ پروٹسٹنٹ مسیحی ہیں۔

نوٹس

ہمارے دفتر میں ایک دلچسپ اخلاقی ناول خیرالنسا نام نوٹس کے لئے آیا اُس کے مصنف منشی احمد حسین خاں صاحب بی۔ اے۔ ہیں۔ نہایت خوشی کی بات ہو کہ مسیحی مذہب کا اثر روز بروز اہل ہند پر زیادہ ہوتا جاتا ہو۔ اور مغربی تعلیم کے ذریعہ سے تہذیب اور شایستگی کی روز افزوں ترقی ہو رہی ہو۔ یہہ مغربی تعلیم کا ہی ایک کرشمہ ہو کہ اہل ہند عورتوں کے حقوق کو عزت کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں ؛

غزل طبعزاد شاد

حسن محو جمال ہو تیرا — مبتلائے کمال ہو تیرا
فضل ہمراز ہو ترا دائم — عدل بھی ہم خیال ہو تیرا
ہو یہ رحمت بھی تیری اک منصف — اور عدالت مآل ہو تیرا
ہجر کو تیرے موت کہتے ہیں — زندگی بس وصال ہو تیرا
اپنے منہہ سے اُٹھا و اُنچل کو — ہاں بلاکت خلال ہو تیرا
موت کیا اور زندگی کیا ہو — زندگی تو خصال ہو تیرا
سہل ہو تیرا وصل تو بیشک — ساتھ ہی پر محال ہو تیرا
ہجر میں تیرے وصل یاد آیا — اب تو ہر دم خیال ہو تیرا
ماہ نو دیکھکر خیال آیا — مبتلا یہہ ہلال ہو تیرا
وصف عیسیٰ ہو عقل سے برتر — شاد ناقص خیال ہو تیرا

قطعہ مُصنّفہ راماند انور

عجب فیشن کا ساقی ہو عجب فیشن کا میخانہ
نئی مَے کے نشہ نے کر دیا ہو مجھکو مستانہ
نہ صوفی نے اسے جانا نہ سنیاسی نے پہچانا
شراب خون عیسیٰ سے بھرا ہو اپنا پیمانہ

نوٹس

اگر کوئی شخص مندرجہ ذیل نورافشاں کی سالانہ جلدیں ہم کو بھیج سکے۔ تو ہم اُسکو فی جلد پانچ روپیہ قیمت دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں ایک شخص کے لئے درکار ہیں۔ چاہئے کہ ارسال کنندہ بنام ایڈیٹر صاحب نورافشاں لودیانہ بہت جلد روانہ کریں۔ کیونکہ جس شخص کی جلدیں پہلے وصول ہونگی۔ ضرور منظور کیجاویگی اور باقیوں کو واپس۔ جلد ۱۸۸۱ء جلد ۱۸۸۹ء جلد ۱۸۸۴ء۔ اور اب پرچہ ہم کو مل گئے ہیں ؛

المشتہر۔ مددگار ایڈیٹر۔

نقل راضی نامہ مشمولہ مثل مقدمہ نمبر ۳۰۔ اجلاسی رائے دیوانچند صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اوّل امرتسر بعنوان ذیل نمبر مقدمہ ۳۰۔

مرجوعہ $\frac{۲}{۹۹}$ ۲۔ فیصلہ $\frac{۲}{۹۹}$ ۱۶۔

ڈاکٹر ایف۔ لانہر ہوس سرجن میڈیکل مشن امرتسر مستغیث

بنام

محمد سعید ولد سید محمد ابراہیم دہلوی ساکن حال امرتسر مستغاث علیہ

جرم زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند

از جانب مظہر محمد سعید نے فرو رالزام لگانے میں کہ جس کی شکایت مستغیث کرتے ہیں زیادتی کی ہو اور اُس کے واسطے میں معافی مستغیث سے مانگتا ہوں چنانچہ مستغیث نے مجھے معاف کر دیا ہو اور اُس کے واسطے مستغیث کا حق ہو کہ اس میری معافی کو جو میں اب عدالت میں بھی مانگتا ہوں اس نیت سے مشتہر کراوے کہ ہماری سوسائٹی میں اور ہر خواص عام میں اس معاملہ کی اطلاع ہو جاوے جس سے مستغیث کے برخلاف کوئی حرف نہ رہے اور اس فعل اپنے کے واسطے میں محمد سعید اس زیادتی کرنے کے باعث نادم ہوں اور مبلغ ۵۰ روپیہ خرچہ مقدمہ جو مستغیث خرچ کرچکا ہو وہ پندرہ دن کے اندر ڈاکٹر صاحب ایچ ایم کلارک۔ ایم ڈی سی۔ ایم صاحب بہادر امرتسر کے پاس واسطے ادائیگی مستغیث دیدونگا۔ اور تب تک میرے زیورات سربمہر ڈاکٹر صاحب موصوف کے قبضہ میں رہیں گے ورنہ ڈاکٹر صاحب موصوف زیورات بقدر ۵۰ روپیہ کے فروخت کرکے مستغیث کے حوالہ کر دیں۔ چنانچہ مظہر مستغیث نے تمام بیان مستغاث علیہ کو تسلیم کر لیا ہو اور ہم فریقین بموجب کہنے چند احباب راضی خوشی ہوگئے ہیں اسلئے وارنٹ منسوخ فرماکر مقدمہ متدایرہ عدالت حسب راضی نامہ خارج فرمایا جاوے۔

العبد محمد سعید مستغاث علیہ۔ دستخط محمد سعید بقلم خود بحروف فارسی۔

العبد ڈاکٹر۔ ایف۔ لانہر ہوس سرجن مستغیث۔ دستخط بحروف انگریزی۔ دستخط ٹوڈرمل پلیڈر بیرسٹرایٹ لا بحروف انگریزی۔ دستخط مختار بحروف انگریزی۔ گلاب خاں عرضی نویس۔ امرتسر

رجسٹر نمبر ۲۲۷۔ ۱۶۔ فروری ۱۸۹۹ء۔

از پیش گاہ رائے دیوان چند صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اوّل امرتسر۔

بوجوہات مندرجہ انگریزی ملزم رہا کیا جاوے۔ مثل داخل دفتر ہووے۔ ۱۶ فروری ۱۸۹۹ء دستخط رائے دیوانچند صاحب بہادر مجسٹریٹ درجہ اوّل۔ بحروف انگریزی ؛

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کیلئے پُرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانے کی شرائط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر این۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو ؛

دستور العمل اخبار نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت دو کاپیونکی ایک ہی شخص کے نام پر معہ محصولڈاک فی کاپی معہ ضمیمہ	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
قیمت تین کاپی یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر معہ ضمیمہ و محصول فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
طالبعلموں کے لئے جو ہیڈ ماسٹر یا سپرنٹنڈنٹ کی معرفت درخواست کریں معہ محصول و ضمیمہ	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب۔ ڈی۔ ڈی۔ اڈیٹر و مینجر اخبار نورافشاں کیواسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ وائلی۔ کے اہتمام سے چھپا ؛